جمعرات | 4۔ ستمبر1997ء

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ
الفضل ربوہ
فون 213029
CPL 61
قائم مقام ایڈیٹر
یوسف سہیل شوق

جلد 47-82 نمبر 196 | جمعرات | [illegible] 1418ھ 4 تبوک 1376ش 4 ستمبر 1997ء

خدا کے لئے ہو جاؤ اور اسی کے لئے زندگی بسر کرو

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

مخلوق کی پرستش نہ کرو اور اپنے مولا کریم کی طرف منقطع ہو جاؤ اور دنیا سے دل برداشتہ رہو اور اسی کے ہو جاؤ اور اسی کے لئے زندگی بسر کرو اور اس کے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو کیونکہ وہ پاک ہے۔ چاہئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں۔ اور وہ دن کو رات نہیں کر سکتیں۔ بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو۔ جو آسمان سے نازل ہوتی اور جس پر پڑتی ہے اس کی دونوں جہانوں میں بیخ کنی کر جاتی ہے۔

(روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

خوب یاد رکھو کہ کلام نفسی دو قسم کا ہوتا ہے۔ کبھی شیطانی جو خیالی فسق و فجور کے سلسلہ میں چلا جاتا ہے اور آرزوؤں کے ایک لمبے سلسلہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ جب تک انسان ان دونوں سلسلوں میں پھنسا ہوا ہے، اسے شیطانی دخل کا بہت اندیشہ ہوتا ہے اور اس امر کا زیادہ امکان ہوتا ہے کہ وہ اس طرح سے نقصان اٹھائے اور شیطان اسے زخمی کر دے۔ مثلاً کبھی کوئی منصوبہ باندھتا ہے کہ فلاں شخص میری فلاں غرض اور مقصد میں بڑا مخل ہے، اسے مار دیا جائے یا فلاں شخص نے مجھے تُو کر کے بلایا ہے اس کا بدلہ لیا جائے۔ اور اس کی ناک کاٹ دی جائے۔ غرض اسی قسم کے منصوبوں اور ادھیڑ بن میں لگا رہتا ہے۔ یہ مرض سخت خطرناک ہے۔ وہ نہیں سمجھتا کہ ایسی باتوں سے نفس کا کیا نقصان کر رہا ہوں اور اس سے میری اخلاقی اور روحانی قوتوں پر کس قسم کا برا اثر پڑ رہا ہے۔ اس لئے اس قسم کے خیالات سے ہمیشہ بچنا چاہئے۔ جب کبھی کوئی ایسا بیہودہ سلسلہ خیالات شروع ہو، تو فوراً اس کے رفع کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ استغفار پڑھو۔ لاحول کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی مدد اور توفیق چاہو اور خدا تعالیٰ کی کتاب کے پڑھنے میں اپنے آپ کو مصروف کر دو اور یہ سمجھ لو کہ اس قسم کے خیالی سلسلہ سے کچھ بھی فائدہ نہیں بلکہ سراسر نقصان ہی نقصان ہے۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 238)

اظہار تشکر

○ محترمہ شاہدہ بیگم صاحبہ بیگم محترم صاحبزادہ مرزا نسیم احمد صاحب تحریر فرماتی ہیں۔

میرے خاوند محترم مرزا نسیم احمد کی وفات پر بہت سے عزیز و اقرباء اور بہت سے میرے دوستوں اور ان کے دوستوں نے مجھ سے اور میرے بچوں سے اظہار تعزیت کیا ہے۔ اور ان کی وفات پر تحریراً اور لفظاً رنج و غم بیان کیا ہے۔ ان کے اخلاق اور ان کی طبیعت کو سمجھتے ہوئے مجھے یقین ہے کہ ابھی بہت سے افسوس اور رنج کے پیغام پہنچیں گے۔ جس قدر ممکن ہے خاکسارہ نے ان تعزیت ناموں کا جواب دیا ہے اور مزید کوشش کر رہی ہوں ان الفاظ کے ساتھ میں مجموعی طور اور میرے بچے بھی ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اگر میری صحت کی مجبوری یا تساہل کی بناء پر کسی کا شکریہ ادا نہیں ہو سکا تو اس اظہار تشکر کو قبول کریں۔ میری یہ بھی دردمندانہ گذارش ہے کہ خاکسار کو اور مرزا نسیم احمد صاحب کی اولاد کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

سانحہ ارتحال

○ محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد تحریر فرماتے ہیں۔

مکرم میجر عطاء اللہ صاحب کھوکھر نیوجرسی امریکہ میں کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد مورخہ 21۔اگست 97ء کو وفات پا گئے ہیں۔ موصوف نہایت مخلص اور غریب پرور دوست تھے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔

ضروری اعلان

○ کل مورخہ 3 ستمبر 1997ء کا الفضل کا شمارہ بعض وجوہ کی بناء پر شائع نہیں ہو سکا۔ جس کی وجہ سے ادارہ الفضل اپنے قارئین سے معذرت خواہ ہے۔

(ادارہ)

جو شخص اپنے بھائیوں سے صاف صاف معاملہ نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کے حقوق بھی ادا نہیں کر سکتا۔
(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

اخلاص کا تقاضا ہے کہ کام کرنے اور تجربہ حاصل کرنے کی کوشش کی جائے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

ہماری جماعت میں میں دیکھتا ہوں بہت لوگ اخلاص سے کام کرنے والے ہیں مگر افسوس کہ کئی ایسے ہیں جو کام کا تجربہ نہیں رکھتے۔ اور زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ تجربہ حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ وہ یہی سمجھتے ہیں کہ صرف اخلاص کافی ہے۔ مثلاً کسی صیغہ کا افسر یا ہیڈ کلرک یا مدرسہ کا ہیڈ ماسٹر یا قاضی یا مولوی جو کام پر مقرر کیا جاتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ میرے جوش سے کام ہو جائے گا حالانکہ خالی جوش سے یہ تو ممکن ہے کہ نقصان ہو جائے مگر کامیابی نہیں ہو سکتی۔ کہتے ہیں کسی نے ریچھ پالا ہوا تھا۔ اس کی ماں بیمار تھی۔ وہ کسی کام کو باہر گیا اور ریچھ کو بتا گیا کہ مکھیاں اڑاتا رہے۔ ریچھ نے کچھ دیر تو یہ کام کیا لیکن جب دیکھا کہ ایک مکھی بار بار بیٹھتی ہے تو بڑا پتھر اٹھا کر دے مارا جس سے بیچاری وہ عورت بھی مر گئی۔ تو خالی اخلاص بعض اوقات مہلک ہو جاتا ہے۔

میں جب بیماری کی وجہ سے بمبئی گیا تو ہماری چھوٹی لڑکی جو بیمار تھی اسے ایک عورت سمندر کے کنارے کھلانے کے لئے لے گئی۔ وہاں اسے پیاس لگی تو اس نے سمندر کا پانی پلا دیا جس سے وہ فوت ہو گئی۔ اس نے تو اپنی طرف سے اخلاص سے ہی کام کیا مگر وہ مفید نہ ہوا۔ تو بہت لوگ ایسے ہیں جو صرف اخلاص کو کافی سمجھتے ہیں اور کام کرنے کی قابلیت نہیں پیدا کرتے۔ اس وجہ سے بہت سے کام ادھورے اور ناقص رہ جاتے ہیں۔ حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ کام اگر کسی ہندو یا اور کسی مذہب کے آدمی کے سپرد کیا جائے تو اچھی طرح چلے کیونکہ وہ تجربہ سے اور سوچ سمجھ کر احتیاط سے کرے گا۔ پس اگر کوئی شخص

باقی صفحہ 7 پر

جو لوگ خدا کی راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں سچی توبہ کے ساتھ اس کے آگے جھک جاتے ہیں ان کو خدا مل جاتا ہے
(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

4 تبوک 1376 ھش 4 ستمبر 1997ء

زمانے کی روش بدلانے والے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے مورخہ 29- اگست 1997ء کے خطبہ میں جو آخری الفاظ ارشاد فرمائے وہ یہ ہیں کہ آج ہمیں ایسے احمدیوں کی ضرورت ہے جو زمانے کی روش بدل کردکھادیں موت سے زندگی نکال کردکھادیں۔

خداتعالیٰ کے نیک بندوں کی ہمیشہ یہی تاریخ رہی ہے کہ انہوں نے جب روحانی انقلاب برپا کئے تو زمانے کی روش کو بدل کر رکھ دیا مردہ قوموں کو زندگی بخش دی۔ زمانے کی روش کو بدلنا کوئی آسان کام نہیں ہوتا مگر وہ قومیں جو قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہتی ہوں اور خدا کی راہ میں اتنی سخت محنت کرنا جانتی ہوں کہ ہڈیوں کا عرق نکل آئے وہ ناممکن کو ممکن بنا دیا کرتی ہیں۔ اس جدوجہد میں اللہ کے حضور عاجزانہ تضرعات ان کا سب سے بڑا ہتھیار ہوتی ہیں اور اسی راستے پر چل کر وہ ایسی قوت پاتی ہیں جو زمانے کی روش کو بدل دیا کرتی ہیں۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ بھی قربانیوں کی ایسی ہی داستانوں سے پر ہے اور انہی جاں گداز واقعات سے جماعت احمدیہ کی تاریخ کے صفحات جگمگ کرتے رہتے ہیں۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مبارک زندگی میں ہمیں ایسے کئی واقعات نظر آتے ہیں جو اس امر پر شاہد ہیں کہ آپ نے زمانے کی روش بدل کردکھادی۔

زمانے کی روش یہی ہے کہ جو بھی دشمن ہو اس کی دشمنی میں جب تک پورا زور نہ لگا لیا جائے دل ٹھنڈا نہیں ہوتا۔ اور اگر ایسا دشمن قابو آجائے تو اس کے اصل گناہ سے بڑھ چڑھ کر جب تک اسے سزا نہ دے دی جائے اس وقت تک دل راضی نہیں ہوتا۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا اپنے دشمنوں سے کیا طرز عمل تھا ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت صاحب نے فرمایا'

"بنی نوانسان کے ساتھ ہمدردی میں میرا یہ مذہب ہے کہ جب تک دشمن کے لئے بھی دعا نہ کی جائے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا...... شکر کی بات ہے کہ ہمیں اپنا کوئی دشمن نظر نہیں آتا جس کے واسطے (ہم نے) دو تین مرتبہ دعا نہ کی ہو۔" (ملفوظات جلد سوم (قدیم) صفحہ 96-97)

قارئین محترم! ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیے کہ کتنے ہیں جنہوں نے زمانے کی روش کو بدلانے والے حضرت بانی سلسلہ کے اس ارشاد پر عمل کیا ہے۔ عام زندگی میں ہر شخص کے کئی دشمن ہوتے ہیں۔ ان میں اپنے بھی ہوتے ہیں اور پرائے بھی۔ عزیز رشتہ دار بھی ہوتے ہیں اور ملنے جلنے والے واقف کار بھی۔ کئی ہوتے ہیں جنہوں نے کسی نہ کسی رنگ میں دشمنی نبھائی ہوتی ہے۔ کئی ہوتے ہیں جو کسی شخص سے محض اللہ واسطے کا بیر رکھتے ہیں کوئی چھوٹا دشمن ہوتا ہے کوئی بڑا۔ غرضیکہ ہر شخص کو اپنی زندگی میں دوستوں کے ساتھ ساتھ کئی دشمنوں سے بھی واسطہ پڑتا رہتا ہے۔

لیکن کیا ہم نے کبھی اپنے ہر چھوٹے بڑے دشمن کے لئے دو تین بار دعا کی ہے۔ ان کی بہتری اور بھلائی کے لئے مولا کریم کے آگے تضرعات کی ہیں۔ ان کا برا چاہنے ان کی تباہی سوچنے یا ان کو نقصان پہنچانے والی سکیمیں سوچنے کی بجائے ان کی ترقی خوشحالی اور ان کی عظمت کے قیام کے لئے دعا کی ہے؟

ذرا سوچئے اور غور کیجئے کہ ایک شخص جو آپ کو سخت ناپسند ہے۔ جس کی ایک ایک بات پر آپ پیچ و تاب کھاتے ہیں۔ جس کے خلاف جب بھی آپ کو موقع ملتا ہے دل کا غبار جی کھول کر نکالتے ہیں۔ دنیا جہان کے عیب اور نقص اور کمزوریاں اس کی طرف منسوب کردیتے ہیں۔ اور اگر آپ کو اس کے خلاف کچھ کرنے کا موقع نہیں مل سکتا تو خود ہی سے باتیں کرکے دل کے جوش اور اضطراب کو سرد کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ ایسے دشمن کے بارے میں آپ 'حضرت بانی سلسلہ کے ارشاد کی تعمیل میں 'اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ میں گر جاتے ہیں اور اس کی ترقی بہتری اور خوشحالی کی دعائیں کرتے ہیں۔ اس کے اہل و عیال بال بچوں کی صحت و تندرستی اور کامیابیوں کی دعا کرتے ہیں۔ مولا کریم کے آگے گڑگڑاتے ہیں کہ اس شخص کو ہر بھلائی عطا کر۔ اس کے غم دور کر۔ اس کی تنگی کو فراخی میں بدل دے اس کے بال بچوں کو اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنا۔ وغیرہ کتنی ہی دعائیں آپ اس کے حق میں کرتے ہیں۔

جانتے ہیں کہ اس دعا کا اثر کیا ہوگا۔ سب سے پہلے اس دعا کا اثر خود آپ کے اپنے دل پر ہوگا۔ آپ کی دشمنی کے جذبات ٹھنڈے پڑنے شروع ہو جائیں گے۔ آپ کے دل میں اس کی برائیوں کی بجائے اس کی خوبیاں ابھرنا شروع ہو جائیں گی اور جب آپ ان جذبات کے زیر اثر اپنے دشمن سے دشمنی کرنے کی بجائے محبت کا سلوک کریں گے۔ دوستی کا ہاتھ بڑھائیں گے تو وہ شخص عالم حیرانی میں آپ کا محبت بھرا ہاتھ تھام لے گا۔ آپ کے بارے میں دشمنی کے جذبات کی بجائے اس کے دل میں شرمندگی اور پشیمانی کے جذبات ابھریں گے۔ وہ لامحالہ آپ کی خرابیوں کی بجائے آپ کے نیک جذبے سے مرعوب ہو جائے گا اور یوں رفتہ رفتہ دو دلوں میں دشمنی کی بجائے محبت کے جذبات پیدا ہو جائیں گے۔

اگر ہر احمدی اس بات کو سوچ لے کہ زمانے کی روش بدل کردکھانا آج ہماری ہی ذمہ داری ہے اور حضرت بانی سلسلہ کے مبارک طرز عمل کی پیروی کرنا ہمارا سب سے پہلا اور سب سے اولین فرض ہے تو کتنی لڑائیاں اور کتنے جھگڑے ختم ہو جائیں گے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث کے پاس 1974ء میں جب پریشان حال احمدی آتے تھے تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں تو ان دشمنوں کے لئے بھی دعا کرتا ہوں۔

یہی وہ طرز عمل ہے جو موت سے زندگی کو کھینچ نکالتا ہے۔ جو مردہ دلوں اور مردہ قوموں کو حیات تازہ کی بشارت دیتا ہے اور قوموں کی قومیں محبت کے تیر کا شکار ہو جاتی ہیں۔ سچ ہے محبت فاتح عالم ہے۔ محبت کا تیر کبھی خطا نہیں جاتا۔ یہ پتھر کو بھی موم کردیتا ہے۔ یہ پھول کی وہ پتی ہے جو ہیرے کا جگر کاٹ دیتی ہے۔ مردوں کو زندہ کردیتی ہے۔ خدا کرے کہ ہر احمدی حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے ان ارشادات کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے والا ہو۔ آمین۔

میں پرِکاہ بھی نہیں، لیکن
پشت پر میری ہے وہ یدِ ازل
جس کی چٹکی میں جو بھی آ جائے
تنِ مُردہ بھی اس کا جائے سنبھل
زشت رُو کو بھی حسن مل جائے
خار بن جائے لالہ و سنبل

ابوالاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی سویڈن بشکریہ ماہنامہ خالد اگست 1997ء

پاکستان میں اردو ادب اور جماعت احمدیہ کا کردار

1947ء میں برصغیر ہند کو آزادی ملی تو دو ملک وجود میں آئے۔ بھارت اور پاکستان۔ مگر دونوں ملکوں کی ثقافت مشترکہ ہونے کے باوجود اپنا جدا جدا تشخص رکھتی تھی۔ اردو' برصغیر کی مفاہمتی زبان تھی اور ہندوؤں' مسلمانوں میں خیبر سے لے کر راس کماری تک بولی جاتی اور سمجھی جاتی تھی۔ اس زبان کا ادبی سرمایہ بھی مشترکہ تھا۔ میرو سودا' ذوق و غالب' میر حسن و دیا شنکر نسیم' سب ہی شاعری کے میدان کے شہسوار تھے۔ برج نارائن چکبست کی نظمیں ہمارے سکول کے زمانہ تک نصاب میں اسی طرح شامل تھیں جیسے اقبال و حالی کی نظمیں۔ جوش کے ساتھ ساتھ رگھوپتی سہائے فراق گورکھپوری کے کلام کو بھی یکساں مقبولیت حاصل تھی۔ فیض کے نام کے ساتھ بھارت میں رہ جانے والے شعراء ساحر لدھیانوی اور علی سردار جعفری کا نام بھی لیا جاتا تھا۔

جہاں ادب میں ادب برائے ادب اور ادب برائے زندگی کے نعرے لگائے گئے وہاں پاکستانی اور ہندوستانی ادب کے نعرے بھی لگنے لگے۔ بایں ہمہ اردو ادب' برصغیر میں پنپتا رہا اگرچہ پاکستان میں بادی النظر میں اردو ادب زیادہ مقدار میں تخلیق ہوا مگر ادب کے پرانے مراکز دہلی اور لکھنؤ کا طنطنہ اسی طرح قائم رہا۔ سچ تو یہ ہے کہ اردو ادب میں جتنا تحقیقی کام بھارت میں ہوا اور ہوتا رہا اتنا کام پاکستان میں نہیں ہوا اور اب تو اردو ادب کا پھیلاؤ یورپ اور امریکہ کینیڈا تک ممتد ہے۔ اردو دنیا کی پانچویں بڑی زبان ہے۔ پاکستان کے قیام کے فوراً بعد' پاکستان میں ادب کی جس صنف نے قبولیت حاصل کی وہ افسانہ تھا اور افسانہ میں بھی زیادہ تر ایسے افسانے جن کا تعلق کسی نہ کسی طریق سے تقسیم کے حوادث سے تھا۔ پھر نظم مقبول ہونا شروع ہوئی مگر پچھلے پچیس برسوں میں' نظم کی دو صورتوں' معریٰ یا غیر معریٰ کے مقابلہ میں غزل نے اپنے پاؤں مضبوطی سے جمائے۔ ایک وقت تھا کہ مشاعروں میں وہ شاعر ہاتھوں ہاتھ لئے جاتے تھے جو ترنم کے دھنی تھے اور وہ وقت بھی آگیا کہ لوگ ترنم سے گھبرانے لگے! اب لوگ شعر کی معنویت پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ افسانہ میں سے علامتی افسانے نے بہت مقبولیت حاصل کی۔ ناول ایک دور میں بڑی مقبول صنف سمجھی جاتی تھی۔ ہمارے اپنے احمدی ادیبوں میں سے سید شفیع دہلوی نے "دوربین" جیسا ناول لکھ کر بہت شہرت حاصل کی تھی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے خسر حضرت مولانا غلام حسن صاحب پشاوری نے بھی ایک ناول لکھا تھا جو ادبی حلقوں میں بہت مقبول ہوا تھا۔ (نام میرے ذہن سے محو ہو گیا ہے) مگر پاکستان بننے کے بعد شرر کے تتبع میں تاریخی ناول زیادہ لکھے گئے۔ ہمارے احمدی ادباء میں سے قمر اجنالوی اپنے تاریخی ناولوں کی وجہ سے خاص طور سے "چاہ بابل" نامی ناول کی وجہ سے بہت مقبول ناول نگار سمجھے گئے۔ یہ دو تین نام تو محض اتفاق سے معرض اظہار میں آگئے ورنہ میں پاکستان میں تخلیق ہونے والے اردو ادب کا ذکر کر رہا تھا۔ پاکستان میں ہجرت کر کے آ جانے والے شعراء پاکستانی شاعر بن گئے۔ لاہور ہمیشہ سے ہی اردو ادب کا مرکز رہا تھا۔ بڑے ادبی رسائل' عالمگیر' ادبی دنیا' مخزن وغیرہ یہیں سے شائع ہوا کرتے تھے اس لئے پاکستان کے شعراء کو ایک بنا بنایا ادبی میدان میسر آگیا۔

جماعت احمدیہ کے جو بزرگ شعراء پاکستان تشریف لائے ان میں حضرت حافظ مختار احمد شاہجہانپوری صاحب' حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل اور حضرت مولانا ذوالفقار علی صاحب گوہر کے نام نمایاں تھے۔ حضرت حافظ مختار احمد شاہجہانپوری صاحب' امیر مینائی کے نمایاں شاگردوں میں سے تھے اور لکھنؤ کے اکابر شعراء کی آنکھیں دیکھے ہوئے تھے۔ ان کے ہاں زبان کو برتنے کا جو سلیقہ تھا وہ کسی کسی کو نصیب ہوتا ہے۔ قادر الکلامی اس پر مستزاد' ان کا کلام محض تبرک نہیں تھا۔ اپنی استادانہ شان کی وجہ سے ممتاز تھا۔ آج بھی ان کا کوئی شعر سامنے آ جائے تو اہل ذوق جھومنے لگتے ہیں! حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل جماعت کے نہایت بزرگ اور پر گو شاعر تھے۔ "نغمات اکمل" کے نام سے ان کا کلام یکجا ہو کر شائع ہو چکا ہے۔ مولانا ذوالفقار علی خان گوہر صاحب علی برادران میں سب سے بڑے تھے ان کا کلام بھی ان کے صاحبزادے پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب نے کلام گوہر کے نام سے چھاپ دیا ہے۔ حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری کا کلام غالباً مکرم سلیم شاہجہانپوری صاحب مرتب کر رہے تھے یا جمع کر رہے تھے۔ خدا معلوم وہ کام کس منزل میں ہے؟ کون سی وادی میں ہے۔ عشق بلاخیز کا قافلہ سخت جاں؟ حیدر آباد کے ایک بزرگ ذوقی صاحب تھے جن کی نظم (۔) اصول کی فلاسفی" کے بارہ میں بہت مشہور ہوئی۔ ان کا انتقال پاکستان میں آ کر ہوا۔ انہی بزرگ شعراء میں حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر کا نام نامی بھی آتا ہے۔ مظہر صاحب فارسی زبان کے قادر الکلام شاعر تھے۔ مگر ان کے شعروں کی بجائے ان کا علمی کام زیادہ وقعت کی نگاہ سے دیکھا گیا اور نہ صرف پاکستان کے علمی حلقوں میں بلکہ دنیا بھر کے مستشرق حلقوں میں ان کی عربی کو ام الالسنہ ثابت کرنے کی سعی مشکور جانی گئی۔ جماعت احمدیہ کے علمی کلام کو دنیا سے روشناس کروانے میں حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر کا بہت حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔ ہمارے ہاں بیسویں صدی کی تیسری چوتھی دہائی تک ابھی فارسی گوئی کی روایت چلی آ رہی تھی پاکستان کے ادبی حلقوں میں اس روایت کا چلن نہ رہا۔ مگر ہمارے ہاں مظہر صاحب' حضرت مولانا راجیکی صاحب' مکرم عبدالرحمٰن صاحب خاکی اور برادرم مبشر احمد صاحب راجیکی نے اس روایت کو دیر تک نبھایا۔ جماعت کے پرچوں میں فارسی کی نظمیں چھپتی رہیں۔ پھر وہ وقت بھی آگیا کہ پاکستان کی ادبی روایت میں سے فارسی بالکل ہی خارج ہو گئی اور اس زبان کے جاننے والے خال خال رہ گئے' اور شعر کہنے والے؟ اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر! مگر جماعت احمدیہ فارسی کی اس روایت سے انقطاع اختیار نہیں کر سکتی کیونکہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا بہت سا کلام فارسی میں ہے۔ ہمارے بھارت میں رہ جانے والے شاعر' ڈاکٹر اختر اورینوی بھی فارسی میں شعر کہا کرتے تھے!! صاحبزادہ ابوالحسن قدسی فارسی کے استاد شعراء میں شمار ہوتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کے جو شعراء تقسیم سے پہلے ادبی حلقوں میں معروف تھے ان میں سے دو نام بہت نمایاں ہیں۔ روشن دین تنویر صاحب اور سعید احمد اعجاز صاحب۔ یہ دونوں شعراء اپنے وقت کے مشہور ادبی پرچوں میں چھپا کرتے تھے تنویر صاحب پر تو پنجاب یونیورسٹی نے ایم اے اردو کا مقالہ لکھنے کی اجازت بھی دی تھی۔ اور ہماری ایک احمدی بچی عزیزہ صفیہ کلثوم نے ان پر مقالہ لکھا تھا۔ سعید احمد اعجاز کی فلسفیانہ نظمیں بہت پسند کی جاتی تھیں۔ ان کا اصل میدان حکیمانہ شاعری تھی۔

بزرگ شعراء میں سے اب نسیم سیفی اور عبدالمنان ناہید ہی ایسے رہ گئے ہیں جن کا کلام تقسیم سے پہلے کے ادبی پرچوں میں چھپتا تھا ورنہ قیس مینائی' فیض چنگوی' وغیرہم تو رخصت ہو چکے۔ چوہدری محمد علی صاحب بھی پرانی نسل کے نئے لہجے کے شاعر ہیں مگر تقسیم سے پہلے یا تقسیم کے بعد بھی کم کم ہی چھپنے میں آتے تھے۔ چھپنے میں طاق تھے اس لئے ان کا کلام زیادہ تر پاکستان بننے کے بعد ہی ابھر کر سامنے آیا۔ ثاقب زیروی صاحب اپنے "دور خسروی" کی وجہ سے بہت مقبول ہوئے۔ اس کو شاہنامہ احمدیت بھی کہا جا سکتا ہے۔ اس ناطے سے ثاقب زیروی ہمارے فردوسی ہیں ۔ ثاقب زیروی کا مجموعہ کلام "شہاب ثاقب" چھپ کر قبول عام خاص کر چکا ہے۔ میجر منظور احمد صاحب کا نام بھی جماعت احمدیہ کے شعراء میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ نسیم سیفی صاحب کی نظموں (اردو اور انگریزی' دونوں زبانوں) کے مجموعے چھپے ہوئے ہیں۔ عبدالرشید تبسم بھی اسی نسل کے شاعر تھے۔ آپ نے اپنی بعض نظموں کے خود انگریزی ترجمے کئے تھے۔ مجموعوں کا نام یاد نہیں۔ عبدالرشید تبسم کی ایک یادگار ان کے پندرہ روزہ مشاعرے تھے جو باقاعدگی سے ان کے دولت کدہ پر منعقد ہوتے رہے۔ لاہور کے بیشتر معروف شعراء ان کے مشاعروں میں شریک ہوا کرتے تھے۔ مگر تبسم صاحب کی وفات کے بعد "آں قدح بشکست و آں ساقی نماند" کا عنوان ہوا۔

عبدالسلام اختر بھی تقسیم سے پہلے کے ادبی پرچوں میں چھپتے تھے۔ ناگپور یونیورسٹی کے ایم اے تھے۔ وہیں سے معروف ہوئے۔ حضرت بانی سلسلہ کی سیرت کے بعض حصوں کو آپ نے نظم کیا تھا۔ اختر صاحب غزل بھی اچھوتی کہتے تھے نہایت شگفتہ اور رواں جماعت کے پرچوں میں ان کا کلام بالالتزام چھپتا تھا۔

بزرگوارم سلیم شاہجہانپوری صاحب کا پاکستان سے قبل کا کلام میری نگاہ سے نہیں گزرا مگر آپ پاکستان میں بہت مقبول ہوئے۔ نواب شاہ میں آ کر بیٹھے اور "ہر جا کہ رفت خیمہ زد و بارگاہ ساخت" کا نمونہ دکھا دیا۔ حکیم سید عبدالہادی بہاری بھی بڑے پر گو شاعر تھے۔ صاحبزادہ سید ابوالحسن قدسی کے صاحبزادے نعیم قدسی بھی نہایت اعلیٰ شعر کہنے والے تھے۔ پاکستان میں جس شخص نے ادبی حلقوں میں اپنی پہچان حاصل کی وہ غالب احمد ہیں۔ غالب احمد کا نام ادب لطیف کے حوالہ سے بہت معروف ہوا۔ ان کے ماموں مکرم ملک عبدالرحمٰن خادم صاحب خود شعر کہتے تھے یا نہیں کہتے تھے ان کے ذوق لطیف اور مزاح کا چرچا بہت تھا۔ آپ نے ہی استاد امام دین گجراتی کا دیوان اپنے حواشی کے ساتھ مرتب کیا تھا مگر یہ تو تقسیم سے پہلے کی بات ہے۔ گجرات ہی کے شیدا گجراتی کا نام بھی خاص مقبول ہوا۔ غالب احمد جدیدیت اختیار کرنے والوں میں بہت نمایاں نام ہے۔ پھر غالب احمد کے استاد پروفیسر چوہدری محمد علی اور ناصر کاظمی دو ہمزاد نام ہیں۔ ایک نے اخفا میں رہنا پسند کیا دوسرے نے پاکستان کی چوتھی دہائی تک پاکستان کے ادبی حلقوں میں تہلکہ مچا برپا کئے رکھا۔ اب امامت رابعہ کے دور میں کھل کر سامنے آئے اور چھپنے لگے ہیں مگر ان کا کلام صرف سلسلہ کے پرچوں ہی میں چھپا ہے۔ ایں ہم غنیمت است! تعلیم الاسلام کالج کے اساتذہ میں سے پروفیسر نصیر احمد خاں بہت پر گو شاعر تھے۔ ان کا مجموعہ "رود چناب" چھپ کر ملک کے ادبی حلقوں سے تحسین حاصل کر چکا ہے۔ جنرل محمود الحسن صاحب ایمن آبادی اپنے مخصوص انداز فکر کے ممتاز شاعر ہیں ان کا مجموعہ بھی چھپ چکا ہے۔

میں شعراء کا ذکر کرتے ہوئے جماعت کے ادیبوں کو نظرانداز کر گیا۔ ادیبوں سے مراد ایسے ادیب نہیں ہیں جو محض ادب تخلیق کرتے ہیں میری مراد ایسے لوگوں سے ہے جن کی تحریروں میں ادبی شان موجود ہوتی ہے۔ ان ادباء کے سالار تو حضرت مرزا بشیر احمد ہیں۔ حضرت میاں صاحب کی تحریر میں ایک خاص استادانہ دلآویزی تھی۔ انہیں لفظوں کو برتنا آتا تھا۔ ان کی نثر میں بھی لفظ نگینوں کی طرح بھرے ہوئے تھے۔ جماعت کے علم کلام کو ہر کہ و مہ تک پہنچانے کا کام انہیں کو سزاوار تھا۔ جماعت کے علماء میں سے حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری' حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری بھی

ایک اچھی بات

جو شخص مریض کی عیادت کرتا ہے یا اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کسی بھائی سے ملنے جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا منادی صدا لگاتا ہے کہ تو خوش رہے۔ تیرا چلنا مبارک ہو۔ جنت میں تیرا ٹھکانہ ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مناظراتی ادب میں منفرد تھے۔ جن لوگوں نے ادبی حلقوں میں اپنی ادبیت کا لوہا منوایا ان میں مکرم شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی بہت منفرد ہیں۔ شیخ صاحب حالی کے ہم وطن ہی نہیں ان کے معنوی شاگرد بھی تھے۔ شیخ صاحب ہی کے صاحبزادے محمد احمد پانی پتی نے عربی کی مستند تاریخی اور علمی تصانیف کو اردو میں منتقل کیا اور پاکستان کے علمی و ادبی حلقوں میں اپنی شناخت پیدا کی۔ قمر اجنالوی صاحب نے ناول نگاری کے علاوہ صحافت میں اپنی فکاہیہ نگاری کا لوہا بھی منوایا ۔ حضرت ماسٹر محمد حسن آسان دہلوی اور ان کے نامور صاحبزادے مسعود احمد خان دہلوی نے دہلی کی ٹھیٹھ بامحاورہ زبان میں اپنی امتیازی حیثیت اور شان برقرار رکھی۔ سیٹھ محمد اعظم دکن کی تہذیب کے نمائندے تھے انہیں دکن کی مٹی سے بہت انس تھا۔ ان کے ہاں صاف ستھری زبان لکھنے کا چلن قائم رہا۔ جس طرح بھائی مسعود احمد خان دہلوی نے دہلی کے اجڑے دیار کی یاد قائم رکھی۔ سیٹھ محمد اعظم صاحب لیلائے دکن کی محبت کے گن گاتے رہے۔ کوئی انہیں یکجا کرنے اور شائع کرنے والا نہ ہوا۔ جنید ہاشمی اور شیخ عبدالقادر محقق بھی نثرنگاروں میں نمایاں رہے۔ آجکل محمود مجیب اصغر صاحب بھی خوب لکھ رہے ہیں۔ احمدیوں کے ہاں خودنوشت کا سب سے مشہور اور عمدہ نمونہ تو حضرت میر محمد اسماعیل صاحب کی آپ بیتی ہے۔ مگر چوہدری ظفراللہ خان صاحب کی تحدیث نعمت کو بھی اردو کی منفرد اور ممتاز خودنوشت سمجھا جاتا ہے۔ مکرم میاں محمد ابراہیم صاحب کی خودنوشت بھی اچھی قابل قدر کتاب ہے۔ ملک محمد عبداللہ صاحب نے بھی اپنی یادوں کو جمع کردیا ہے اسی طرح جماعت کی بعض اہم شخصیات کے بارہ میں ان کے تاثرات محفوظ ہوگئے ہیں۔

تاریخ نویسی بھی جماعت میں قائم رہی۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے جماعت کے ابتدائی ریکارڈ کو محفوظ کرنے کا اہم کام کیا تھا مگر اس سلسلہ میں سب سے زیادہ اہم اور وقیع کام پاکستان کے قیام سے لے کر اب تک مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے کیا۔ تاریخ احمدیت کو مولانا صاحب نے اپنے مخصوص مربیانہ انداز میں لکھا ہے اور خوب لکھا ہے۔ پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب کی جلسہ سالانہ کی تقریریں جماعت احمدیہ کے علم کلام کا عمدہ نمونہ ہوتی تھیں اور لکھی ہوتی تھیں۔ اسی طرح موجودہ دور میں دو چار اساتذہ نے معاشرتی مسائل پر قلم اٹھایا ہے اور پڑھنے والوں سے داد حاصل کی ہے۔ پروفیسر مرزا مجید احمد صاحب اور پروفیسر میاں محمد افضل صاحب کے ہاں خلوص، سادگی اور سچائی نمایاں ہے اس لئے ان کی نثر میں تاثیر ہے۔

کیا جانے دل کو کھینچیں ہیں کیوں شعر میر کے
کچھ طرز ایسی بھی نہیں ابہام بھی نہیں

پروفیسر سعود احمد خان اور پروفیسر محمد ارشد چوہدری مختلف تاریخی اور سیاسی مسائل پر لکھتے رہے ہیں۔ کینیڈا سے زکریا ورک سائنسی مضامین پر خوب لکھ رہے ہیں۔

نثرنگاروں کا مختصر تذکرہ کرنے کے بعد پھر شعراء کی طرف لوٹتا ہوں۔ پاکستان کی پہلی دہائی میں سلسلہ کے پرچوں میں چھپنے میں ہمارے احمدی شعراء میں جو لوگ نمایاں ہوتے ان میں دو نام جامعہ احمدیہ سے متعلق تھے۔ مکرم مولوی ظفر محمد صاحب جن کا مجموعہ کلام چھپ چکا ہے۔ اور مولوی عطاء الرحمٰن طالب، طالب صاحب سلسلہ کے بعض پرچوں میں چھپتے رہے۔ لیکن ان کا کلام یکجانہ ہوا۔ اسی طرح مابعد والوں میں سے مولانا محمد شفیع اشرف صاحب اور ڈاکٹر نذیر احمد ریاض تھے۔ اس وقت کی نئی نسل میں سے راجہ نذیر احمد ظفر، امین اللہ خاں سالک آگے آئے۔ مولانا مصلح الدین احمد راجیکی کی شاعری کا چرچا قادیان کے زمانہ سے تھا مگر ربوہ کے ابتدائی دنوں میں ان کا کلام سلسلہ کے اخبارات و رسائل کی زینت بنتا رہا۔ راقم الحروف کو انہی سے تلمذ حاصل ہے۔ ان کے ہاں دردمندی کی جو کیفیت ابھرتی ہے وہ فانی کے سوا اور کسی میں نظر نہیں آتی۔ انہی کے چھوٹے بھائی مبشر احمد راجیکی اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں پوری قدرت کے ساتھ شعر کہتے رہے۔ حافظ سلیم اٹاوی بھی بہت عمدہ شعر کہنے والے تھے۔ احسن اسماعیل صدیقی صاحب بھی اس عہد کے ممتاز شاعر ہیں۔ جماعت کے علماء میں سے مولانا محمد صدیق امرتسری بہت عمدہ شعر کہتے تھے۔ ان کے ہاں روانی اور سلاست بہت تھی۔ نغمات صدیق کے نام سے کلام چھپ چکا ہے۔ چوہدری شبیر احمد بھی وقتاً فوقتاً شعر کہتے رہے ہیں۔ سید ادریس احمد صاحب عاجز عظیم آبادی بھی ان کے ساتھ کے شاعر تھے۔ ان کے بعد کا دور بالکل جدید شعراء کا دور ہے۔ ان کا ذکر کرنے سے پہلے یہ بات کہنا چاہوں گا کہ جماعت احمدیہ کے کچھ شعراء ایسے ہیں جو ادبی میدان میں بہت فعال رہے اور ادبی پرچوں میں خوب خوب چھپے۔ مگر جماعت کے پرچوں میں ان کا کلام کم کم ہی چھپا ہے۔ ان میں رشید قیصرانی، اکبر حمیدی، حامد برگی اور عبیداللہ علیم جیسے بڑے شعراء شامل ہیں۔ جن کے مجموعہ کلام چھپ چکے ہیں۔ رشید قیصرانی چونکہ تعلیم الاسلام کالج کے اولڈ بوائے ہیں اس لئے المنار میں ان کا کلام چھپتا رہا۔

نئی نسل میں سے صابر ظفر ایسے شاعر ہیں جو ملک کے ادبی حلقوں میں بہت جانے پہچانے ہیں۔ ان کا کلام بھی المنار میں چھپتا رہا۔ ان کے کئی مجموعے چھپ چکے ہیں۔ محمد خالد، ابرار احمد، افضال نوید، رشید ندیم، عارف ثاقب، مبارک احمد، رفیع رضا اور آصف محمود باسط نوجوان نسل میں اپنا منفرد لہجہ رکھنے والے شعراء ہیں۔ انوار احمد بہت نمایاں لہجہ رکھنے والا شاعر تھا مگر دست اجل کا شکار ہوگیا۔ ان میں سے تین یعنی افضال نوید، رشید ندیم اور رفیع رضا کینیڈا میں ہیں۔ کینیڈا میں ہی ایک اور مانوس نام ہدایت اللہ ہادی کا ہے۔ جرمنی میں نوجوان شاعر خالد ملک ساحل ہیں جن کا کلام چھپ چکا ہے۔ برطانیہ میں آدم چغتائی ہیں۔ عبدالسلام صاحب اختر کے برادر خورد منصور احمد ہیں۔ یہ لوگ اپنے رنگ میں جماعت کے ادبی میدان میں کام کر رہے ہیں۔ امریکہ میں حبیب الرحمٰن ساحر ہیں جن کا کلام جماعت کے پرچوں میں چھپتا رہتا ہے۔ ہالینڈ سے جلیل الرحمٰن جمیل کا کلام حال ہی میں چھپا ہے۔ جرمنی میں طاہر مجید خوب لکھ رہے ہیں۔ غلام محی الدین صاحب صادق کا تعلق بھی جرمنی سے ہے۔ ان کا کلام بھی اب الفضل چھپنا شروع ہوا ہے۔ موجودہ نسل کے جن شعراء کے کلام نے جماعت کے پرچوں میں چھپنے کے بعد اپنی پہچان بنائی ان میں ذرا سینئر شعراء عبدالکریم قدسی لطیف قریشی اور مبارک احمد عابد ہیں، اس کے بعد سلسلہ میں عبدا لکریم خالد، یوسف سہیل شوق، اکرم محمود، طاہر عارف ہیں۔ طاہر عارف کا مجموعہ کلام چھپ چکا ہے۔ لطیف قریشی ۔ چپ سادھ لی ہے البتہ تنویر صاحب کا کلام یکجا کرنے اور شائع کرنے کی وجہ سے ان کا نام جماعت کے ادباء میں ممتاز رہے گا۔ انور ندیم علوی صاحب آجکل خوب لکھ رہے ہیں۔

موجودہ دور کے نوجوان احمدی شعراء کے نام ہی لکھنے لگوں تو ایک دفتر ہو جائے۔ مگر اس امر کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ہمارے نوجوان شعراء میں وہ شاعرانہ حسیت جسے Poeticsensibility کہتے ہیں ہماری پچھلی نسل سے کہیں زیادہ ہے اور مجھے یقین ہے کہ مستقبل میں ہمارے بہت سے شعراء، اردو شاعری کے آسمان پر ستارے بن کر جگمگائیں گے اور اس امر کا بھی یقین ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو جماعت احمدیہ کے علم کلام کی ترویج میں صرف کریں گے۔ حسن رہتاسی، جماعت کے مزاحیہ شعراء کے سرخیل تھے۔ مگر ان کے رنگ کا تتبع کرنے والا کوئی نہ ہوا یا نہ ہو سکا۔ البتہ مشتاق احمد ناجی سبزواری (بن آدم) اس راہ پر افتاں خیزاں اب تک چلے آرہے ہیں۔ ناجی صاحب نے مدتوں پہلے "روح القدس کے موسیقار" کے عنوان سے احمدی شعراء کا ایک انتخاب شائع کیا تھا۔

خواتین شعراء میں سے بزرگ خواتین میں سے سب سے پہلا نام تو حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا ہے۔ درعدن جماعت کے متعلق علم کلام کا اعلیٰ نمونہ ہے پھر شاکرہ تھیں یا منیرہ ظہور، اب اس میدان میں صاحبزادی امتہ القدوس، ڈاکٹر فہمیدہ منیر اور امتہ الباری ناصر کی تگ و تاز جاری ہے۔ جرمنی میں مقیم نعیمہ ضیاء الدین بھی ادبی حلقوں میں خوب معروف ہیں۔ اسی طرح کینیڈا سے نزہت الماس صدیقی اور راشدہ اشرف سیال بہت معروف نام ہیں۔ امریکہ میں عاتکہ صدیقہ کے مضامین "لاہور" میں چھپ رہے ہیں۔ یہ تو ادباء شعراء کا ذکر تھا۔ پاکستان میں اردو کی ترویج و اشاعت میں ربوہ کو مرکزی حیثیت حاصل رہی۔ تعلیم الاسلام کالج میں ملک کے ممتاز ادباء اور شعراء وقتاً فوقتاً آتے رہے کالج میں 1964ء اور 1967ء میں دو کل پاکستان اردو کانفرنسیں بھی ہوئیں جن میں سے پہلی کانفرس کی کارروائی، "ذکر اردو" کے نام سے چھپی۔ تعلیم الاسلام کالج کو حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب جیسا پرنسپل ملا۔ جسے آگے چل کر منصب امامت پر فائز ہونا تھا۔ حضرت صاحب کی رہنمائی میں تعلیم الاسلام کالج اردو کی ترقی میں کوشاں رہا اور ملک کے ادباء اور علماء ان کی خدمات کے معترف ہیں! ان کانفرنسوں اور بزم اردو کی بیشتر سرگرمیوں کے لئے پروفیسر محبوب عالم خالد اور خاکسار راقم الحروف کو خدمت کی توفیق ملتی رہی!

اب پھر ذرا سا گریز نثر کی طرف۔ ہمارے افسانہ نگاروں میں سے منیر الدین احمد جرمنی اور سعید انجم صاحب ناروے اردو کے چند مشہور ترین افسانہ نگاروں میں شمار رہے۔ عبدالقیوم شاد، سلسلہ وار افسانوی داستانوں کے لئے بہت معتبر گنے گئے بلکہ وفات کے بعد بھی اب تک ان کے افسانوی سلسلے مختلف رسالوں میں دہرائے جا رہے ہیں۔ انشائیہ نگاری میں اکبر حمیدی اور حامد برگی کے نام بڑے ممتاز ہیں۔ راقم الحروف کو بھی نظم و نثر میں خدمت کی تھوڑی بہت توفیق ملتی رہی اور اس ہیچ مدان کے مضامین جماعت کے کسی ایک پرچے میں چھپنے کے بعد جماعت کے بہت سے دوسرے پرچوں میں اور دوسرے ممالک میں بھی مکرر چھپتے رہے۔ نظموں کا سلسلہ یہ رہا کہ خاکسار جماعت کے پرچوں میں تو چھپتا رہا۔ مگر ملک کے وقیع ادبی رسائل کے مدیران کے کہنے کے باوجود ان رسائل سے یہ کہہ کر معذرت کرلی کہ میں اپنی شعری صلاحیت کو صرف جماعت احمدیہ کی خدمت کے لئے وقف رکھنا چاہتا ہوں اور ان مدیران نے ازراہ کرم میرے اس عذر کو قبول فرمالیا ہاں یہ ضرور ہوا کہ ادبی جرائد نے جماعت کے پرچوں میں چھپنے والی کسی چیز کو اپنے پرچوں میں مکرر چھاپ کر میری عزت افزائی فرمائی۔ جماعت احمدیہ کے بہت سے شعراء کے مجموعہ ہائے کلام پر تعارفئے لکھنے کی توفیق ملتی رہی حتیٰ کہ ملک کے نامور نقاد ادیب اور شاعر ڈاکٹر وزیر آغا کی ایک کتاب کا تعارفیہ لکھنے کا اعزاز بھی اس حقیر کے حصہ میں آیا۔

غرض پاکستان میں اردو ادب کی ترویج و ترقی میں جماعت احمدیہ کے ادباء اور شعراء کا بھی حصہ ہے اور جماعت کے ادباء و شعراء کا مسلک بھی جماعت کا وہی عمومی مسلک ہے کہ صلے سے بے نیاز ہو کر خدمت کرتے چلے جاؤ! اور بے حد خوشی ہے کہ ان پچاس برسوں میں ادب کے میدان میں بھی جماعت احمدیہ کسی سے ہیٹی نہیں رہی۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں۔

دعا میں جس قدر بے ہودگی ہوتی ہے اسی قدر اثر کم ہوتا ہے۔ یعنی اس کی استجابت ضروری نہیں سمجھی جاتی۔ مثلاً ایک شخص ہے اس کا گذارہ ایک دو روپیہ روزانہ میں بخوبی چل سکتا ہے۔ لیکن وہ پچاس روپیہ روزانہ طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا سوال بے ہودہ ہوگا۔ یہ ضروری امر ہے کہ ضرورت حقہ اللہ تعالیٰ کے آگے پیش کی جاوے۔ جب کسی کی مصیبت کا خط آتا ہے اور اس میں دعا کی درخواست ہوتی ہے تو دیکھا گیا ہے کہ دل خوب لگ کر دعا کرتا ہے لیکن دوسری بے ہودہ درخواستوں میں اس قدر دل نہیں لگتا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمد طاہر مرزا۔ ایم۔ ایل۔ ایس۔ سی

عالمگیر تاریخ احمدیت اور ہماری ذمہ داریاں

تاریخ احمدیت:۔ ابتدائے احمدیت میں تاریخ احمدیت ایک فرد یا چند افراد نے محفوظ و مرتب کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ اس وقت کا تقاضا بھی یہی تھا۔ 1889ء سے لے کر 1980ء تک تقریباً 50 سے 60 ممالک میں احمدیت وارد ہو چکی تھی۔

اب یہ تعداد 150 سے زائد ممالک میں کروڑ کے ہندسہ کو چھو رہی ہے۔ ہر سال شامل ہونے والے والوں کی تعداد میں 100 فی صد اضافہ ہو رہا ہے امسال 30 لاکھ سے زائد نو احمدی شامل ہوئے ظاہر ہے ان تمام امور کے سینکڑوں پہلوؤں کو محفوظ رکھنا ایک یا چند افراد کا کام نہیں ہے۔ اور اگر یہ ساری روئیدادیں ایک یا چند افراد کسی دوسرے مقام پر بیٹھ کر محفوظ کریں تو معیاری کام نہ ہو گا۔ بہت سے امور تشنہ رہ جائیں گے۔ جو آئندہ آنے والے مورخین و مرتبین کے لئے غیر معمولی مسائل کا سبب بنے گا۔

اس علمی و دینی جہاد عظیم کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ ملکی و علاقائی سطح پر علیحدہ علیحدہ کام کیا جائے۔ کیونکہ یہ تو ابتداء عشق ہے۔ اور تاریخ محفوظ کرنے کے ذرائع دستیاب ہیں۔ بعد میں مسائل جنم لے سکتے ہیں۔ لیکن فی الوقت اگر موجودہ ذرائع و ماخذ سے خاطر خواہ فائدہ نہ اٹھایا جائے تو مستقبل کے مورخین غیر مرئی حقائق مرتب کرتے وقت معیار سے نیچے گر سکتے ہیں۔ ان کے لئے جو مسائل ہوں گے ان میں ایک تو کثرت تواریخ کا مسئلہ ہے پھر 500 سے زائد زبانوں میں ذرائع سے استفادہ کرنا کٹھن مرحلہ ہو گا۔ اس کے لئے غیر معمولی ماہرین زبان دستیاب کرنا ہوں گا۔ پھر کثرت لٹریچر کا مسئلہ انتخاب میں دقت پیدا کر سکتا ہے۔ ان تمام مسائل پر قابو پانے کے لئے آج ہم با آسانی کام کر سکتے ہیں آیئے چند امور کا جائزہ لیتے ہیں۔

کونسی تاریخ محفوظ کرنی ہے

ابتدائے احمدیت، آپ کے ممالک، علاقوں، اضلاع، وغیرہ میں آئمہ کی آمد کی تاریخ، نیز ان کے کارہائے نمایاں، خطبات و ارشادات وغیرہ ہیں۔

2۔ آپ کی سرزمین کا کس حوالہ سے امام وقت نے ذکر کیا ہو۔

3۔ ہر سال جو نئے افراد سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہو رہے ہیں۔

4۔ آپ کے وطن میں سب سے پہلے کون سے احمدی، مربی وارد ہوئے۔

5۔ ان کا عرصہ عمل و تعلیم کتنا تھا۔ اس دور کی اہم تاریخ۔

6۔ آپ کی زبان میں سلسلہ عالیہ کا لٹریچر کب سے شائع ہو رہا ہے۔ مترجمین و مرتبین کون ہیں۔ لٹریچر کی تعداد۔

7۔ آپ کی ملکی و قومی زبانوں میں کلام الٰہی کا ترجمہ کب شائع ہوا۔ مترجمین کا ریکارڈ محفوظ کرنا۔ ان تراجمِ کلام پر میڈیا کا تبصرہ مبصرین و صاحب علم احباب و عوام کے تاثرات۔ یہ سب تاریخ کا حصہ ہونا چاہئے۔

8۔ **دعوت الی اللہ** کے لئے جو سکیمیں اور ترکیبیں تیار کی گئیں ان میں کن احباب کا کردار شامل ہے۔ اس کے نتائج کیا نکلے۔

9۔ عمومی طور پر جماعت احمدیہ پر ملکی و غیر ملکی میڈیا پرنٹ میڈیا۔ الیکٹرانک میڈیا وغیرہ نے جو تبصرہ کیا ہے اسے صوتی و صوری طور پر محفوظ کرنا۔ غرضیکہ آپ اس میدان میں مجاہد بن کر کام کرنے کے لئے تیار ہوں گے تو بہت سے ایسے پہلو نکلیں گے۔ جہاں آپ کو خلا نظر آئے گا۔ اس خلا کو پر کرنا آپ کا فرض ہے۔

تاریخ محفوظ کرنے کے بنیادی ذرائع و ماخذ

جب انسان تحقیق کرنا چاہتا ہے تو تین قسم کے ذرائع سے واسطہ پڑتا ہے۔ 1۔ بنیادی ماخذ، جیسے خطبات، لیکچر، کانفرنس و شوریٰ کی کارروائی، مقالہ جات، رسائل کے آرٹیکل نیز اخبارات کے مضامین، مختلف قسم کی رپورٹیں جلسہ کی، مشاورت کی وغیرہ یہ سب بنیادی ذرائع ہیں۔

پھر انٹرویو، اخباری تبصرہ جات، اخباری بیان یا درفتگان وغیرہ۔ اگر ان ذرائع سے آپ تاریخ مرتب کرتے ہیں تو یہ صحیح ریسرچ ہو گی۔ اور معیاری بھی۔

اس کے لئے آپ جماعتی اخبارات۔ جیسے روزنامہ الفضل ربوہ، ہفت روزہ الفضل لنڈن، اخبار بدر قادیان، احمدیہ گزٹ، اخبار احمدیہ لنڈن، خالد، مصباح، انصار اللہ، تشحیذ، لاہور وغیرہ رسائل سے مدد لے سکتے ہیں۔

تقاریر جلسہ سالانہ، خطبات و مجالس عرفان حضرت امام جماعت الرابع، آڈیو وڈیو کیسٹس، وغیرہ بھی بنیادی ماخذ میں شامل ہیں۔ جلسہ کی کارروائی کی رپورٹ شوریٰ و مشاورت کی کارروائی اہم ذرائع ہیں۔

2۔ ثانوی ماخذ:۔ سیرت و سوانح حیات، جماعتی و غیر جماعتی کتب، تاریخ جلسہ، تاریخ احمدیت، مونوگرافز، وغیرہ۔ ان سے بھی مدد لی جا سکتی ہے۔

ضمناً ذکر کرتا چلوں کہ تاریخ احمدیت از مولانا دوست محمد شاہد زیادہ تر بنیادی ذرائع پر منحصر ہے یعنی اخبارات، شوریٰ و مشاورت کی کارروائی کی رپورٹیں، خطبات وغیرہ نیز اخبارات و رسائل کے تبصرہ جات اور قلیل حصہ ثانوی ماخذ پر مشتمل ہے۔ اس لحاظ سے یہ ایک معیاری تحقیق ہے اگر آپ کام شروع کریں گے تو بہت سے مسائل آپ خود حل کر لیں گے۔

3۔ ثلاثوی ذرائع۔ ببلیو گرافی، انسائیکلو پیڈیاز، ریفرنس بکس، بائیو گرافیکل جیوگرافیکل سورسز، ڈکشنریاں، عام کتب (مرتبہ)۔ یہ سب ثلاثوی ماخذ میں شامل ہیں۔ ان کتب کا براہ راست حوالہ دینا کوئی معانی نہیں رکھتا البتہ ان حوالہ جاتی کتب میں جو آرٹیکل کے اواخر میں ببلو گرافی Bibliography دی ہوئی ہے اس کی مدد سے Criginal Source تک پہنچ کر حوالہ دینا چاہئے تب تحقیق کہلائے گی۔

عموماً رجحان یہی نظر آتا ہے کہ انسائیکلو پیڈیا وغیرہ کے حوالہ جات دے دیئے جاتے ہیں۔ حالانکہ اصل حوالہ انسائیکلو پیڈیا میں درج آرٹیکل کا ہوتا ہے اس کے Source تک پہنچا جائے۔ تب بات بنتی ہے۔ بہرحال تحقیق کے سلسلہ میں یہ مراجع بھی ممد و معاون ہیں۔

تاریخ کیسے محفوظ کی جائے

اس میں ٹیم ورک کی ضرورت ہے ایک کمیٹی یا کابینہ تشکیل دے کر کام لیا جائے۔ کہ وہ روزانہ یا ہفتہ وار خصوصی روئیداد یا رپورٹ یا ڈائری تیار کریں اور اہم واقعات و سانحات کو نوٹ کر لیں۔

2۔ حسب ضرورت موضوعی فائلیں تیار کر لی جائیں اور متعلقہ مواد متعلقہ فائل میں جمع کر لیا جائے۔ جو مواد اکٹھا کریں اس کی اصل یا نقل محفوظ کر لیں۔ مثلاً مندرجہ ذیل عناوین کی فائلیں بنائی جا سکتی ہیں۔

باقی صفحہ 7 پر

O

نصف صدی میں ہم نے جتنا جتنا پایا کھویا
سود و زیاں کی فرد ہماری دیکھ کبیرا رویا

کانٹے بو کر بھولے لوگو پھول کہاں سے آتے
سیدھی سادی ریت یہی ہے وہ کاٹا جو بویا

نازک ہیں جذبات یہاں تک بات کرے سے بھڑکیں
قوم کی قوم بنی ہوئی ہے جیسے مرزا پھویا

اب بھی کوئی سبیتا کر لو، کاٹھ کباڑ سمیٹو
روٹھے یار کو راضی کر لو جو ہویا سو ہویا

من مورکھ نے چین نہ پایا، سوچوں میں الجھایا
آس پاس کا سارا جگ ہی لمبی تان کے سویا

صبر کے رستے پاٹ رہے ہو، جبر کی راہیں کھول رہے ہو
نادانو کیوں شہد میں اپنے زہر کی پڑیا گھول رہے ہو

غور سے دیکھو عدل کی ڈنڈی سیدھی ہے یا کان پڑی ہے
کیوں تم ایسے میزانوں پر ایمانوں کو تول رہے ہو؟

پاکستان بنانے والے نے جو کچھ بھی فرمایا تھا
اس کی باتیں بھول رہے ہو اپنی بولی بول رہے ہو

ڈاکٹر پرویز پروازی سویڈن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ا بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

بوسنیا کے سربوں میں خانہ جنگی

بوسنیا کے سرب حصے کی نئی صدر مادام بلی جانا پلاوسک اور سرب لیڈر روڈاوان کراڈزک میں اقتدار کی جنگ آج کل زوروں پر ہے۔ خاتون صدر بلی جانا پلاوسک کو امریکہ اور دیگر اتحادی ملکوں کی امن فوج کی حمائت حاصل ہے جبکہ کراڈزک ابھی تک علاقے پر قابض ہیں۔ اتحادی فوجیں اور نئی صدر چاہتی ہیں کہ پولیس سٹیشنوں اور ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے سٹیشنوں پر قبضہ کیا جائے تاکہ کراڈزک کا تعلق پبلک کے ساتھ توڑا جاسکے۔ لیکن کراڈزک باوجود اس کے اس پر نسل کشی کا لزام ہے اور جنگی جرائم کی عدالت نے اس کے خلاف وارنٹ گرفتاری جاری کر رکھا ہے اپنے علاقے میں دندنا رہا ہے۔ اور ابھی تک امریکی اور دیگر امن فوج بھی اس کو گرفتار کرنے میں ناکام رہی ہے۔

لیکن اب ان دونوں سرب لیڈروں کی لڑائی نے خطرناک موڑ لے لیا ہے۔ کیونکہ اب کراڈزک کے حامیوں نے نیٹو کے فوجیوں پر بھی حملے شروع کر دئے ہیں۔

ایک رات صبح کے قریب شمالی بوسنیا میں لوکل ریڈیو نے کئی شہروں کے لوگوں کو انگیخت کیا کہ وہ اٹھ کھڑے ہوں اور اپنے اپنے پولیس سٹیشنوں اور ریڈیو اور ٹیلی ویژن سٹیشنوں کی حفاظت کریں۔ اور اپنے اپنے شہر سے نیٹو اور اقوام متحدہ کی فوجوں پر حملے کریں۔ اس پر ہر شہر میں ہزاروں لوگ جمع ہو گئے۔

امن فوج کے دستے ان شہروں میں نئی صدر بلی جانا پلاوسک اور سرب لیڈر روڈاوان کراڈزک کے درمیان خانہ جنگی کو روکنے کے لئے متعین کئے گئے تھے۔ کیونکہ اطلاع ملی تھی کہ نئی صدر پولیس سٹیشنوں پر زبردستی قبضہ کرنے کی کوشش کریں گی۔

شمالی شہر بریکو میں تقریباً 400 سرب لوگوں جو کہ لاٹھیوں اور ڈنڈوں سے مسلح تھے نے اقوام متحدہ کے پولیس سٹیشن پر حملہ کیا اور سامان کی توڑ پھوڑ کی۔ اگرچہ کسی جانی نقصان کی اطلاع نہیں ملی۔ حملہ آوروں نے اقوام متحدہ کے بین الاقوامی سپروائزر کے دفتر پر سنگ باری بھی کی۔ بجلی جینا کا شہر جو کہ شمال مشرق میں ہے میں ایک ہزار لوگوں نے مل کر اقوام متحدہ کے ایک دستے پر جو پٹرول پر تھا حملہ کیا اور ان کی گاڑیوں کے شیشے توڑ دئے۔ اسی طرح ایک گروہ دیوج کے پولیس سٹیشن کے گرد جمع ہو گیا لیکن کسی حملے کی اطلاع نہیں ملی۔

اس سے پہلے نئی صدر بلی جانا پلاوسک کے حامیوں نے تین ٹیلی ویژن اور ریڈیو کے ٹرانسمٹروں پر قبضہ کر لیا تھا۔ لیکن ان میں سے دو پر روڈاوان کراڈزک کے حامیوں نے دوبارہ قبضہ کر لیا اور اب نئی صدر کے قبضہ میں صرف ایک ٹیلی ویژن سنٹر ہے۔

OOO

اسرائیل سے یاسر عرفات کا شکوہ

فلسطینی رہنما یاسر عرفات نے کہا ہے کہ اسرائیل نے ایک مہینہ کے بعد بیت اللحم کے لوگوں کے لئے جو آنے جانے کی پابندی ختم کی ہے وہ کافی نہیں ہے در حقیقت اسرائیل کو تمام غازہ پٹی اور مغربی کنارے کے لوگوں کے بارے میں بھی ایسی ہی پابندی ختم کردینی چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ یہ پابندی ایک طرح سے لوگوں کو سزا دینے کے مترادف ہے اور فلسطینیوں کو جو مشکلات اس پابندی کی وجہ سے پیش آرہی ہیں وہ ابھی جاری ہیں۔

اسرائیل نے 28 دنوں تک بیت اللحم اور اس کے گردو نواح کے دیہات پر یہ پابندی لگائے رکھی کہ نہ تو وہ کہیں باہر جاسکتے ہیں اور نہ ہی غزہ پٹی اور مغربی کنارے کے لوگ وہاں آسکتے ہیں۔ اب اسرائیل نے یہ پابندی ختم کر دی ہے۔ لیکن اسرائیل کی حکومت نے فلسطینیوں پر جو پابندی اسرائیل میں آنے جانے پر لگا رکھی ہے وہ اسی طرح جاری ہے۔ اور اس کا کہنا ہے کہ جب تک یاسر عرفات کی انتظامیہ اسلامی بنیاد پرستوں پر اپنا دباؤ نہیں بڑھاتی اور ان کو جیلوں میں نہیں ڈالتی اس وقت تک یہ پابندیاں نہیں ہٹائی جائیں گی۔

دریں اثناء اسرائیلی فوج نے بیت اللحم کے ارد گرد فلسطینی لوگوں کے گھروں کو بلڈوزروں سے گرانا شروع کر دیا ہے۔ اسی طرح کے چند گھروں کو جب گرایا جا رہا تھا تو فلسطینی انتظامیہ کے نمائندہ نے ان کو وہ کاغذات دکھائے جو ثابت کرتے تھے کہ یہ زمین ان لوگوں کی قانونی طور پر ملکیتی ہے۔ تو اسے بھی گرفتار کر لیا گیا۔ اس کا نام یوسف لافی ہے۔ اور اس کے علاوہ ان گھروں کے مالکوں میں سے ایک یوسف ابو اواد نے جب مزاحمت کی تو اسے بھی گرفتا کر لیا گیا۔

OOO

چین امریکی تعلقات 21 ویں صدی میں

جنوبی چین کے اخبار مارننگ پوسٹ نے اپنے اخبار کے ایک شمارے کی پہلے صفحے کی خبر میں بتایا ہے کہ چین کے صدر جیانگ زیمن چاہتے ہیں کہ امریکہ کے ساتھ 21 ویں صدی کے لئے تعلقات کا ایک نیا دور شروع کیا جائے جس کے متعلق وہ اپنی 28۔ اکتوبر کو بل کلنٹن صدر امریکہ کے ساتھ ہونے والی میٹنگ میں بات چیت کرنا چاہتے ہیں۔ اخبار نے اپنے ذرائع سے لکھا ہے کہ جیانگ امریکہ کے ساتھ 22 ویں صدی میں دفاعی شراکت چاہتے ہیں۔ لیکن یہ تبھی ہو سکتات ہے اگر چین کو کافی سہولیات مہیا کی جائیں۔ خاص طور پر چین چاہتا ہے کہ تائیوان کے معاملے میں امریکہ اس کی بات کو وزن دے اور چین کے ساتھ ایٹمی، ہائی ٹیکنالوجی اور فوجی تعاون کے سلسلے میں تعاون کرے۔

یاد رہے کہ چین اور امریکہ کے درمیان اس وقت کشیدہ ہو گئے تھے جب 1995ء میں تائیوان کے صدر لی ٹنگ ہوئی کو امریکہ کے ذاتی دورے کی اجازت دی گئی تھی اور امریکہ نے ان کے دورہ کے دوران ان کی خاصی عزت افزائی کی تھی۔

چین کے صدر یہ چاہتے ہیں کہ امریکہ تائیوان کی آزادی کی تحریک کی پذیرائی نہ کرے۔ اس کے بدلہ میں صدر جیانگ ایک دو بہت اہم منحرفین کو چھوڑنے پر بھی آمادہ ہیں اور امریکہ کا اس وقت تجارت میں چین کے ساتھ جو خسارہ ہے اس کو کم کرنے کے لئے امریکہ سے درآمدات زیادہ کرنے کے لئے بھی تیار ہیں۔

اس کے علاوہ چین بین الاقوامی امور میں جیسے کہ شمالی کوریا اور اسلحہ کی کمی وغیرہ کے معاملات ہیں ان میں امریکہ کے ساتھ تعاون کرنے کی گارنٹی دے گا۔

OOO

کانگریس کی سونیا گاندھی سے درخواست

بھارت کی کانگریس پارٹی جسے پچھلے الیکشن میں شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا اور اس وقت وہ ملک کی اقلیتی مخلوط حکومت کے ساتھ شامل ہے نے کہا ہے کہ وہ ایک دفعہ پھر سابق وزیر اعظم راجیو گاندی کی بیوہ سونیا گاندھی سے اپیل کرے گی کہ وہ سیاست میں آجائیں اور کانگریس کی باگ ڈور سنبھالیں۔

کانگریس کے صدر سیتا رام کیسری نے اپنے ووٹروں سے کہا ہے کہ اگر سونیا گاندھی ہماری بات مان جائیں تو وہ انہیں ہر وہ عہدہ جو وہ چاہیں دینے کو تیار ہیں۔ یہ بات بھارت کے اخبار اکنامک ٹائمز میں رپورٹ کی گئی ہے۔

112 سالہ کانگریس پارٹی جس نے بھارت پر 40 سال حکومت کی ہے کافی عرصہ سے اپنی ساکھ بہتر بنانے کے لئے سونیا گاندھی سے یہ درخواست کر رہی ہے کہ وہ کانگریس کی لیڈر شپ سنبھال لیں کیونکہ اس کا خیال ہے کہ بھارت کے لوگوں کو جذباتی طور پر نہرو خاندان سے جو لگاؤ ہے وہ سونیا گاندھی کو آگے لاکر اس کا فائدہ اٹھا سکتی ہے۔

کلکتہ میں ہونے والی ایک کنونشن میں صدر کانگریس سیتا رام نے جب اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا تو سونیا گاندھی نے صاف انکار کر دیا۔ اور اپنی تقریر میں صرف سوشلزم سیکولرازم اور ڈیموکریسی پر ہی اپنے خیالات کو محدود رکھا۔

یاد رہے کہ سونیا گاندھی ایک اٹالین عورت ہے جس نے 1968ء میں راجیو گاندھی سے شادی کی تھی۔ وہ راجیو کی زندگی میں بھی اسے سیاست میں آنے سے منع کرتی تھی لیکن حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ راجیو کو مجبوراً سیاست میں آنا پڑا۔ اس کے بعد 1991ء میں راجیو گاندھی بم کے حادثے میں ہلاک ہو گئے۔ اس کے بعد سے سونیا گاندھی نے اپنے دونوں بچوں کے ساتھ نئی دہلی میں رہنا شروع کر دیا اور کبھی سیاست میں آنے کا عندیہ نہیں دیا۔ لیکن کانگرس کے نام میں ایسی جاذبیت ہے کہ اگر سونیا گاندھی ان کی بات مان جائے تو لاکھوں ووٹر جو اس وقت کانگریس سے برگشتہ ہو گئے ہیں پھر کانگرس کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں گے۔

OOO

الجیریا میں خانہ جنگی

الجیریا کے قصبہ کے علاقہ میں ایک بم پھٹنے سے آٹھ آدمی ہلاک ہو گئے اور پچاس زخمی ہو گئے۔ یہ جگہ جہاں یہ بم پھٹا ایک تنگ مارکیٹ تھی جہاں بیچنے والوں اور خریدنے والوں کا ایک جمگھٹا موجود تھا۔ ایک عینی شاہد نے بتایا کہ اگرچہ بم اتنا بڑا نہ تھا لیکن بوجہ جگہ کی تنگی اور ایک بڑے ہجوم کے موجود ہونے کے بے شمار لوگ ہلاک اور زخمی ہوئے۔ زخمی ہونے والوں کی حالت بھی بہت خراب ہے۔

یہ علاقہ الجیریا کے دار الحکومت کا ایک گنجان آباد علاقہ ہے اور 1992ء سے لے کر آج تک اسلامی بنیاد پرستوں کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ یہ بم ایک کار کے نیچے اس بازار کے داخل ہونے کی جگہ کے قریب ہی رکھا گیا تھا۔ جس کی وجہ سے مرنے والوں کی تعداد کم رہی ورنہ اگر یہ کھلی جگہ پر اور بازار کے وسطی علاقہ میں رکھا جاتا تو بہت زیادہ مہلک ثابت ہوتا۔

اس سے کچھ روز پہلے ایک اور بم ایک دوسری مارکیٹ میں رکھا گیا تھا۔ لیکن پھٹنے سے پہلے اس کی شناخت ہو گئی جس سے بچت ہو گئی۔ اسلامی بنیاد پرستوں کی طرف سے کئے گئے قاتلانہ حملوں اور اسی قسم کے بم دھماکوں سے بہت کم عرصہ میں کم از کم 225 افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔

ملٹری دستوں اور مسلح اسلامی بنیاد پرست گروہوں کے درمیان۔ اس قسم کی خونریزی جنوری 1992ء سے ہو رہی ہے۔ جب اس ملک کی فوج نے الیکشن کے دوسرے راونڈ کی اجازت دینے سے انکار کر دیا تھا جبکہ اسلامک سالویشن فرنٹ نے الیکشن کا پہلا راونڈ بھاری اکثریت سے جیت لیا تھا اور دوسرے راونڈ میں اس کی فتح سب کو نظر آرہی تھی۔

OOO

عراق کے ہمسایہ ملکوں سے تعلقات

ایران اور شام کے تعلقات عراق کے ساتھ تقریباً سترہ سال سے کشیدہ تھے اور ان ملکوں میں آپس میں کوئی رابطہ نہ تھا۔ لیکن اب عراق نے پیش قدمی کرتے ہوئے پہلے ایران کے زائرین کو عراقی زیارتوں کے لئے ویزجاری کرنے شروع کر دئے۔ اور پھر شام سے تعلقات بھی بڑھانے شروع کر دئے۔

اب عراق نے اعلان کیا ہے کہ ایرانی زائرین کو یکم ستمبر سے ویزہ جاری کرنا شروع کر دیں گے اور جو ایرانی زائرین جنوبی عراق میں شیعوں کے مقدسی مقامات کی زیارت کو جانا چاہتے ہیں انہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس سلسلے میں عراقی سفارت خانے سے تعلق پیدا کرنا چاہئے۔ عراقی حکومت سے سترہ سالوں تک پابندی عائد رکھنے کے بعد پچھلے ہفتے ایرانیوں کو نجف اور کربلا جانے کی اجازت دینے کے فیصلے کا اعلان کیا تھا۔

اب عراق نے شام کے ساتھ بھی ایک عرصہ کے بعد اقتصادی تعلقات کی بحالی کے لئے کوششیں شروع کر دی ہیں۔ عراق کے وزیر تجارت محمد مہدی صالح دمشق کے ایک بین الاقوامی میلے کی افتتاحی تقریب میں شرکت کے لئے شام پہنچ گئے ہیں۔ عراقی وزیر تجارت شام کی دعوت پر دمشق گئے ہیں۔ عراقی وزیر تجارت شام کی دعوت پر دمشق گئے ہیں۔ ان کا یہ دورہ ایسے وقت میں ہوا ہے جب شام کا ایک تجارتی وفد عراق کا 5 روزہ دورہ مکمل کرکے واپس لوٹا ہے۔ شامی وفد نے اقتصادی پابندیوں سے تباہ حال عراق کے ساتھ شام کی مصنوعات فروخت کرنے کے لئے کئی سمجھوتوں پر بھی دستخط کئے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ ان مسلمانوں ملکوں پر آپس میں تعلقات کی بہتری کے فوائد واضح ہونے شروع ہو گئے ہیں جو کہ شائد اسرائیل کی تازہ شدت پسندی کا ردعمل بھی ہو سکتا ہے۔

○○○

یورپئین یونین اور ایران کے تعلقات

1992ء میں برلن (جرمنی) کے ایک ریسٹوران میں ایران کے چار کرد باشندوں کو ہلاک کر دیا گیا۔ اس کیس کے فیصلے میں برلن کی عدالت نے کہا کہ ان لوگوں کو ہلاک کرنے کے احکامات ایران کے ٹاپ لیڈروں نے جاری کئے تھے۔ اس فیصلے کے زیر اثر اپریل میں یورپین یونین کے ملکوں نے اپنے سفیر طہران سے واپس بلا لئے۔ لیکن ایران نے اس وقت اس بات کا شدت سے انکار کیا تھا کہ ان قتل کے واقعات میں ایرانی حکومت کا ہاتھ ہے۔

اب جرمنی کے وزیر خارجہ کلاس کلنکل نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ وہ ایران کے ساتھ دوبارہ تعلقات استوار کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ ایران کے نئے وزیر خارجہ کمال خرازی نے کہا ہے کہ وہ یورپین یونین کے وزراء سے ملنا چاہتے ہیں۔

مسٹر کلنکل نے کہا ہے کہ وہ ایرانی وزیر خارجہ کی خواہش کا احترام کریں گے اور میں شائد ان سے اقوام متحدہ کی میٹنگ کے دوران ان سے ملوں جو کہ اگلے مہینے نیویارک میں ہوگی۔

مسٹر کلنکل نے کہا کہ ویسے ابھی تک ایک دو معاملات میں ایران کو ہماری تسلی کرانی ہوگی۔ جس میں سے ایک تو یہ ہے کہ ایران نے قدغن لگائی ہے کہ یورپین یونین کے ملکوں میں اپنے سفیر ایران بھیجنے کی اجازت جرمنی کو سب سے آخر میں دی جائے گی جو کہ جرمنی کے لئے ناقبل قبول ہے اور دوسرے یہ کہ ایران بین الاقوامی قوانین کی پیروی کرے گا۔

○○○

بقیہ صفحہ 1

اپنے متعلقہ کام کو عمدگی سے نہیں کرتا اور اپنی ناتجربہ کاری سے سلسلہ کو نقصان پہنچاتا ہے تو وہ محض اپنے اخلاص سے اس کی سزا سے نہیں بچ سکتا کیونکہ خدا تعالیٰ اس سے یہ بھی تو پوچھے گا کہ کیا تمہارا اخلاص یہ نہ چاہتا تھا کہ تجربہ حاصل کرو اور کام کو عمدہ سے عمدہ طریق سے کرو۔ تو جس کو سچا اخلاص ہوگا وہ کام سیکھنے اور تجربہ حاصل کرنے کی کوشش بھی کرے گا کہ اخلاص کا یہی تقاضا ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ جاہل لوگ جو حکیموں سے نسخہ لکھاتے ہیں وہ اوروں سے پڑھا کر پوچھتے ہیں کہ کیا اس میں کوئی چیز خراب یا نقصان رساں تو نہیں۔ اس طرح کیوں کرتے ہیں اس لئے کہ جس کے لئے نسخہ لکھاتے ہیں اس سے انہیں سچی محبت ہوتی ہے اور یہ محبت کا ہی تقاضا ہتا ہے کہ وہ احتیاط کرتے ہیں۔

(از خطبہ 6 جولائی 1923ء)

بقیہ صفحہ 5

خطبات = ائمہ ۔ مربیان۔ اخباری تبصرے۔ رسائل کے آرٹیکل۔ دعوت الی اللہ کی سکیمیں۔ مجلس مشاورت شوریٰ۔ جلسہ کی کارروائیاں۔ جماعتی لٹریچر۔ مرتب و مترجم مواد۔ ملکی و علاقائی فائل۔ دورہ جات جماعت اور کارکردگی۔ جماعت میں نئے اضافے۔ تصاویر وغیرہ۔ سال کے آخر میں اس تمام ریکارڈ کو کسی صاحب سلیقہ اور اہل ادب دوست سے ترتیب دلوائیں۔ یوں آپ کی فائل تیار ہو جائے گی۔ اس طرح تھوڑی سی محنت کے بعد ایک سالہ یا پھر پانچ سالہ تاریخ جب محفوظ ہو جائے تو حتمی اجازت کے بعد شائع بھی کی جا سکتی ہے۔

3۔ ایک اور طریقہ یہ ہے کہ آسان سا Database بنالیں یا Software تیار کر لیں۔ اور Manual کام کی بجائے کمپیوٹر کی مدد سے تیار شدہ فائل میں Filling کرتے جائیں۔ یوں بہت جلد اور آسانی سے آپ کی تاریخ مرتب ہو جائے گی۔ یہ سہولت کے لئے بھی ہے اور دیرپا بھی ہے۔

پہلے جن عناوین کا ذکر کیا ہے ان کے علاوہ جماعتی امور کا ریکارڈ، اہم شخصیات کی فائل، تحریک جدید، وقف جدید کے کارہائے نمایاں اس کے نتائج کی فائل، نصرت جہاں سکیم کی فائل، احمدیہ ٹیلی ویژن کی فائل اور اس طرح سلسلہ وار اور تاریخ وار مزید ریکارڈ بھی تیار کئے جا سکتے ہیں۔

یہ چند ایک باتیں ہیں۔ اگر ان امور کی طرف بروقت توجہ دی جائے تو اللہ نے چاہا تو ہم اللہ تعالیٰ کے حضور سرخرو ہو سکیں گے۔ اور آئندہ نسلیں ہماری دیانتدارانہ تحقیق پر خراج تحسین پیش کریں گی۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم خالد احمد شمس صاحب مربی سلسلہ کی اہلیہ صاحبہ ریڑھ کی ہڈی میں تکلیف کی وجہ سے فضل عمر ہسپتال میں داخل ہیں۔ ٹیسٹ کراچی آغا خان ہسپتال میں گئے ہیں۔ احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ شفا عطا فرمائے۔

○ مکرم محمد شفیق صاحب (آف سابق الشفیق ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ) کے داماد چوہدری محمد اقبال صاحب جھنگ صدر بوجہ فالج ساحل ہسپتال فیصل آباد میں داخل ہیں۔ احباب ہے صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ مکرم ضمیر احمد ندیم صاحب مربی سلسلہ کی ہمشیرہ عزیزہ وسیمہ طاہرہ بنت مکرم امیر احمد صاحب باب الابواب ربوہ 2۔ جون سے بیمار ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ خدا تعالیٰ مریضہ کو کامل شفا عطا کرے اور جملہ پریشانیوں اور مشکلات سے نجات دے۔

○ مکرم منظور احمد صاحب آف چک نمبر 51 الف جنوبی سرگودھا ہیضہ اور پیچش کی وجہ سے سخت بیمار ہیں ان کی صحت کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ مکرم فیض محمد خان صاحب رند ابن محمد عمر خان رند صاحب ساکن بیٹ چین والا حال دارالصدر جنوبی ربوہ گذشتہ پندرہ یوم سے بوجہ بخار علیل ہیں۔ احباب جماعت کی خدمت میں موصوف کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

اعلان داخلہ

○ ٹی ڈی سی پی انسٹی ٹیوٹ آف ٹورازم اینڈ ہوٹل مینیجمنٹ نے 9 ماہ کے ڈپلومہ کورس میں داخلہ کے لئے درخواستیں طلب کی ہیں۔ فارم وغیرہ 100 روپے کے عوض دفتر واقع 140 شادمان 2 لاہور سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ داخلہ کی آخری تاریخ 5 ستمبر ہے اور کلاسوں کا اجراء 16 دسمبر 97ء سے ہوگا۔

(نظارت تعلیم)

○ اسلامیہ یونیورسٹی نے ایم ایڈ (شام کی کلاسز) میں داخلہ کے لئے درخواستیں طلب کی ہیں۔ امیدواروں کے لئے B.S.Ed/B.Ed. ہونا لازمی ہے۔ کتابچہ و داخلہ فارم مختلف شہروں میں واقع حبیب بنک لمیٹڈ کی شاخوں سے دستیاب ہیں۔ یہ فارم وغیرہ 65 روپے کے عوض حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 20 ستمبر 97ء ہے۔

(نظارت تعلیم)

سانحہ ارتحال

○ مکرمہ نواب بی بی صاحبہ بیوہ ٹھیکیدار مکرم رشید احمد صاحب ولد چوہدری نتھے خانصاحب (رفیق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ) مورخہ 26۔ جون 97ء بوقت رات 11 بجے وفات پا گئیں۔ مورخہ 27۔ جون کو مکرم ناظر صاحب اصلاح و ارشاد مرکزیہ نے جمعہ کے بعد بیت الاقصیٰ میں جنازہ پڑھایا۔ اور عام قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم بشارت احمد صاحب مربی سلسلہ جرمنی حال ربوہ نے دعا کروائی۔ اللہ تعالیٰ موصوف کے درجات بلند فرمائے۔

○ مکرم ٹھیکیدار بشارت الرحمان صاحب دارالفضل ربوہ کے والد مکرم میاں غلام رسول صاب "ڈھلے والے" مورخہ 97-8-26 کو دارالفضل شرقی ربوہ میں بعمر 100 سال وفات پا گئے۔ جنازہ بیت المہدی میں پڑھا گیا۔ قبرستان عام میں تدفین ہوئی۔ موصوف کی بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

پہلی سالانہ علمی ریلی واقفین نو

دارالبرکات ربوہ

○ مورخہ 5۔ اگست 1997ء کو واقفین نو دارالبرکات کی علمی ریلی کا آغاز ہوا۔ مکرم پروفیسر مبارک احمد صاحب طاہر نے افتتاح کیا۔ اس ریلی میں 70 واقفین نو بچوں نے حصہ لیا۔ اس ریلی کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ابتدائی مقابلہ جات 5، 6 اور 9۔ اگست کو کروائے گئے۔ جبکہ فائنل مقابلہ جات 10۔ اگست کو ہوئے۔ ان مقابلہ جات میں تلاوت، نظم، تقریر، عام و دینی معلومات، بیت بازی، مشاہدہ و معائنہ اور پیغام رسانی کے دلچسپ مقابلے شامل تھے۔

فائنل مقابلہ جات کے موقعہ پر مہمان خصوصی مکرم و محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب (ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ) تھے۔ آپ نے کامیاب ہونے والے بچوں میں انعامات تقسیم کئے۔ اور خطاب فرمایا۔ آپ نے بچوں کی تعلیم و تربیت اس رنگ میں کرنے کی طرف توجہ دلائی کہ مستقبل میں یہ عظیم الشان ذمہ داریاں اٹھانے کے قابل ہو سکیں۔ دعا کے ساتھ تقریب کا اختتام ہوا۔ مہمانوں کی خدمت میں چائے بھی پیش کی گئی۔

اس پروگرام کی تیاری اور کامیابی کے لئے محترم عطاء الرحمان محمود صاحب (سیکرٹری وقف نو دارالبرکات) کے ساتھ مکرم مبارک احمد صاحب طاہر، مکرم ماسٹر محمد علی صاحب اور مکرم شفیق الرحمان صاحب (استاذ الجامعہ) نے بھرپور کام کیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

○ وزیر اعظم محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ سیلاب سے متاثرہ علاقوں کے نقصانات کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔ اور ان کی آباد کاری کے لئے بہت جلد خصوصی گرانٹ متاثرہ علاقوں تک پہنچا دی جائے گی۔ سیلاب کے متاثرین سے زیادتی کرنے والوں کو الٹا لٹکا دیں گے۔ عوام نے بھاری مینڈیٹ دیا ہے ان کے مسائل حل کرنے اور مظلوموں کی امداد کے لئے ہر جگہ جائیں گے۔ وزیر اعظم نے ساہیوال (سرگودھا) کے سیلاب زدگان سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کسانوں کو قرضے دیئے جائیں گے۔ انہوں نے ساہیوال (سرگودھا) کے لئے سوئی گیس کا بھی اعلان کیا۔ دو ماہ قبل بننے والے پل کی تباہی کا بھی وزیر اعظم نے نوٹس لیا۔ اور ایک خاتون کے بیٹے کے قاتلوں کو جلد گرفتار کرنے کا حکم دیا ہے۔

○ شہزادی ڈیانا کی میت لندن پہنچ گئی ہے۔ پورے برطانیہ میں سوگ منایا جا رہا ہے۔ ڈیانا کی میت جیمز پیلس میں رکھ دی گئی ہے ہفتہ کو تدفین ہو گی۔ دنیا بھر سے عالمی لیڈر شریک ہوں گے۔ تدفین سرکاری اعزازات کے ساتھ نہیں ہو گی۔ جنازے کا جلوس لندن کے مرکز سے گزرے گا۔ دنیا بھر کے کروڑوں عوام براہ راست ٹیلیویژن پر دیکھ سکیں گے۔ تابوت میں بند کرنے سے پہلے لیڈی ڈیانا کے چہرے کی پلاسٹک سرجری کی گئی۔

○ حالیہ سیلاب سے ضلع جھنگ کے 340 دیہات زیر آب آئے ہیں۔ 40 ہزار افراد بے گھر ہوئے ہیں۔ لوگوں نے چھتوں اور درختوں پر پناہ لی۔ سیلاب تریموں سے بحفاظت گزر گیا ہے۔ پنجند اور سدھنائی پر سیلاب سے شدید خطرہ ہے۔ تریمو ہیڈ ورکس بچانے کے لئے کوئی بند نہیں توڑنا پڑا۔ 60 لاکھ 77 ہزار کیوسک کا انتہائی ریلا گزرنے کے بعد پانی کی سطح گرنا شروع ہو گئی ہے۔

○ قائد حزب اختلاف محترمہ بے نظیر بھٹو کے وکیل بابر اعوان نے انتخابات 1997ء میں غلط اثاثے ظاہر کرنے پر وزیر اعظم محمد نواز شریف کے خلاف ریفرنس چیف احتساب کمشنر جسٹس مجدد مرزا کو بھیج دیا ہے۔ یہ پانچواں ریفرنس ہے جو پیپلز پارٹی کی طرف سے احتساب کمشنر کو بھیجا گیا ہے۔

○ گورنر پنجاب شاہد حامد نے کہا ہے کہ علم سے لاتعلق قوموں کی پسماندگی اور رسوائی مقدر بن جاتی ہے بحیثیت قوم ہمیں جن مسائل کا سامنا ہے ان کے حل کے لئے راہنمائی کی اشد ضرورت ہے۔

○ وفاقی وزیر اطلاعات و فروغ ابلاغ مشاہد حسین نے کہا ہے کہ حکومت آزادی پریس کو کم کرنے کے لئے کسی قسم کا کوئی قانون نہیں لا رہی۔ پریس کونسل میں حکومت کی نمائندگی نہیں ہو گی۔ یہ پریس کا معاملہ ہے۔ حکومتی کنٹرول کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مشاہد حسین نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اخباری تنظیمیں سی پی این ای کے اس ضابطہ اخلاق کی پابندی کریں جس کا انہوں نے مزار قائد پر حلف لیا تھا۔

○ حکومت نے سرکاری ملازمین کی رضاکارانہ طور پر ریٹائرمنٹ سکیم کو مشروط قرار دیا ہے اور ضروری نہیں کہ ریٹائرمنٹ کے لئے درخواست دینے والے تمام امیدواروں کو گولڈن ہینڈ شیک کے تحت ریٹائرمنٹ دے دی جائے۔ صرف انہی ملازمین کو ریٹائرمنٹ ملے گی جن کی حکومت منظوری دے گی۔ یہ فیصلہ پیشہ وارانہ مہارت کے ملازموں کو روکنے کے لئے کیا گیا ہے۔

○ پاک فضائیہ کے تین ائیر مینوں کو ہیروئن سمگلنگ کے الزام میں شورکوٹ چھاؤنی (جھنگ) میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔

○ ربوہ اور چنیوٹ کے درمیان دریائے چناب پر نئے پل کی تعمیر کا 43 کروڑ روپے سے شروع ہونے والا منصوبہ کھٹائی میں پڑ گیا ہے۔ پل کی تعمیر کی منظوری سابق وزیر اعظم جونیجو کے دور میں دی گئی تھی۔ اور تعمیر 90ء میں شروع ہوئی تھی۔ ایک سروے رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ گزشتہ سال طغیانی نے نئے پل کا ایک پلر اکھاڑ دیا تھا جس پر نیشنل ہائی وے کی انسپکشن ٹیم نے ناقص قرار دے کر پل کی تعمیر موخر کر دی۔ دریائے چناب کا پرانا پل 1930ء میں تکمیل کے مراحل سے گزرا۔ اور 1980ء میں پچاس سال میعاد پوری کر کے خستہ حالی کا شکار ہو گیا ہے۔ جنگلے ٹوٹ پھوٹ چکے ہیں۔ درجنوں حادثات کے نتیجہ میں کئی جانیں ضائع ہو چکی ہیں۔

○ محترمہ بے نظیر نے صدر مملکت سردار فاروق احمد خان لغاری سے کسی بھی سطح پر رابطے اور مفاہمت کو خارج از مکان قرار دیتے ہوئے ان پر تنقید بند کرنے کی درخواست رد کر دی ہے۔

○ جمعیت علماء پاکستان (نیازی گروپ) کے سربراہ مولانا عبدالستار نیازی نے کہا ہے کہ صاحبزادہ فضل کریم نے دستور کی خلاف ورزی کی ہے۔ انہیں بہت جلد اسمبلی کی رکنیت سے نااہل قرار دے دیا جائے گا۔

○ سینٹ کے چیئرمین وسیم سجاد کے دورہ امریکہ کے دوران واشنگٹن میں ایک تقریب کے موقع پر انسداد دہشت گردی کے قانون پر سخت تنقید کی گئی۔ حاضرین نے چیئرمین سینٹ سے سوال کیا کہ کیا بحیثیت قانون دان آپ سمجھتے ہیں کہ گھناؤنے جرم کی تحقیقات کے لئے صرف سات دن کافی ہیں؟

○ ممتاز صحافی اور روزنامہ دی نیوز کے نمائندہ خصوصی مسٹر منیر الاسلام لشکر اتوار کی صبح راولپنڈی میں انتقال کر گئے ہیں۔ ان کی عمر 54 سال تھی انہیں پشاور میں سپرد خاک کر دیا گیا ہے۔

○ بھارتی حکومت کے ایک ترجمان نے اس اطلاع کو غلط قرار دیا ہے کہ وزیر اعظم اندر کمال گجرال امریکہ میں پاکستان کے وزیر اعظم محمد نواز شریف سے ملاقات کریں گے۔

○ واپڈا نے اپنے ملازمین کو گولڈن ہینڈ شیک اور قبل از وقت ریٹائرمنٹ کی پیشکش کا اعلان کیا ہے واپڈا کے ملازمین جن کی مدت ملازمت میں ابھی ایک سال باقی ہے قبل از وقت ریٹائرمنٹ قبول کر کے سکیم کے تحت فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔ درخواستوں کی وصولی ستمبر 1997ء تک کی جائے گی۔

○ مسلح افراد کی مدد سے روزنامہ "پاکستان" کے دفاتر پر قبضہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ دفاتر میں موجود افراد کو دھمکیاں دی گئیں۔ اور زبردستی گیٹ بند کرنے کی کوشش کی گئی۔

○ بجلی کے صارفین کو مہینے کی آخری تاریخوں میں بل بھجوانے کے خلاف رٹ پر ہائیکورٹ نے چیئرمین واپڈا سے رپورٹ طلب کر لی ہے۔

○ وزیر اعظم نواز شریف نے دریائے راوی کے کنارے سے مقبرہ جہانگیر تک چیئر لفٹ کیبل کیپل کار چلانے کی اصولی منظوری دے دی ہے۔ علاوہ ازیں ان علاقوں میں سیاحوں کی سہولت کے لئے نئی سڑکیں بھی بنائی جائیں گی۔

○ بھارتی مسلمانوں نے مطالبات منوانے کے لئے اتحاد بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اتحاد کا سربراہ مستقل نہیں ہو گا۔

○ سعودی عرب میں ہیروئن کی سمگلنگ پر ایک بھارتی اور ایک سعودی باشندے کا سر قلم کر دیا گیا ہے۔

○ کابل کے شمالی علاقے پر دوبارہ قبضہ کے لئے سرکاری فوج نے بڑا حملہ کیا ہے۔ طالبان کے مخالف اتحادیوں نے مذاکرات کا جواب نہیں دیا۔

○ الجزائر میں مسلمان عسکریت پسندوں نے مزید 39۔ افراد کو ذبح کر دیا ہے۔ فوج نے جوابی کارروائی شروع کر دی ہے۔ پہلے مرحلے میں 15 حریت پسندوں کا صفایا کیا گیا۔ ہفتہ کے دوران 200۔ افراد ہلاک کر دئے گئے۔

○ بنگلہ دیش فضائی آلودگی کی تباہ کاریوں میں اول نمبر پر ہے۔ بھارت اور چین زہر آلود اثرات میں دوسرے اور تیسرے نمبر پر ہیں۔

○ بھارت کے صوبہ آندھرا پردیش کے دارالحکومت حیدر آباد دکن میں سینکڑوں مسلمانوں نے ایک مشنری سکول کی نصابی کتب میں حضرت رسول اکرم ﷺ کی شان میں ہرزہ سرائی پر مشتعل ہو کر مظاہرہ کیا ہے۔

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
مرض اٹھرا کا شافی علاج
حبوب مفید اٹھرا
۲۰ گرام /۳۰، ۶۰ گرام /۹۰، ۱۰۰ گرام /۱۵۰ روپے
اکسیر اولاد نرینہ (کورس) ۲۵۰/-
• ہمدردانہ مشورہ
• کامیاب علاج
• مفید و مجرب ادویہ
مطب ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
PHONE: (04524) 211434-212434 FAX: 534

جرمن و لوکل ہومیو پیتھک ادویات خصوصی رعایتی قیمت کے ساتھ
ہر قسم کی جرمن سیلڈ و کھلی پوٹنسیاں، مدر ٹنکچرز، بایو کیمک ادویات، گولیاں، ٹکیاں، شوگر آف ملک خالی ڈبیاں، ڈراپرز نیز ہومیو پیتھک کتب کی خریداری کا قابل اعتماد مرکز
ہومیو ادویات کے بارہ میں معلومات کیلئے کوالیفائڈ ڈاکٹرز کی سہولت موجود ہے
کیور ہومیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
فون 771 / 213156

جدید ڈیزائنوں میں اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں
• کیڈمیم کے ساتھ تیار شدہ بغیر ٹانکے کے زیورات • زیورات کی واپسی پر کاٹ نہیں لی جاتی • زیورات کی دنیا میں منفرد نام
دوکان: 212837
گھر: 212175
نسیم جیولرز
(اقصیٰ روڈ) ربوہ
پروپرائٹرز: میاں نسیم احمد طاہر، میاں فرید یوسف